نے لکھا ہے یہ تو جواب اُن غزل ہے تاکہ ہر شخص کو اس کے مقام پر رکھا اور دیکھا جائے ۔

مولانا غلام اللہ خاں مرحوم اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب بالمقابل اپنی ذاتی حیثیت میں عالم بھی ہیں واعظ بھی ہیں خوش الحان بھی ہیں خوبصورت بھی ہیں اور سینکڑوں انسانوں کے استاذ بھی ہیں بہت سے لوگوں کے دل ان کے نام کے زیر و بم پر دھڑکتے ہیں لیکن بس ایک حد تک اس سے آگے بڑھاؤ گے اڑاؤ گے تو پر جل جائیں گے ——

چار سال قبل کی بات ہے کہ سید عنایت اللہ شاہ صاحب اور ان کے فرزند ڈیرا اسماعیل خاں تشریف لے گئے اور وہاں حضور کے لقب اُمّی کا ترجمہ جاہل بیان کیا استغفر اللہ حالانکہ مفسرین نے واضح طور پر لکھا ہے ——

امی —— ماں کی گود میں تہذیب و تمدن حاصل کرنے والا ۔

امی —— ام القریٰ مکہ والا

امی —— اصل والا یعنی نجیب الطرفین

یہی حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ بیان فرمایا کرتے تھے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفَسِكُمْ —— فاء کی زبر سے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کا مفہوم بھی یہ ہے کہ محمد رسول اللہ بنی ہاشم میں بھی ماں اور باپ کی طرف سے عالی نسب ہیں —— لیکن حضرت پیر گجرات نے اپنے فرزند بلند کی تائید میں امی کا معنی جاہل ہی کیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون —— نبی کا رتبہ گھٹایا اور بیٹے کا علمی مقام بالاخانے پر پہنچانے کے لئے کندھا دیا —— تلک بتلک ولدینا مزید

فون ۲۰۳۲۷

مسوّدہ دیں۔ کتاب لیں

طباعت اور رنگزین کی سنہری ڈائی دار جلد بندی کا با اعتماد ادارہ

ملتان بک بائنڈرز

آپ کا اطمینان ہمارا امتیاز

شاہ فیصل کالونی، رجوانہ روڈ عقب کچہری ملتان، پاکستان

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

ماں وہ کہ جس کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے

زیرِ نظر مضمون میں ماں کی عظمت و منصب اور ماں کی ممتا کے اظہار کے لیے ایسے واقعات ہیں جو ہمارے معاشرے میں بسنے والے بے شمار انسانوں کی آپ بیتیاں ہیں۔ مضمون کا آغاز حضرتِ احسان دانش مرحوم کی "جہانِ دانش" میں رقم ایک ایسے واقعہ سے کیا گیا ہے جو ماں کی ممتا کا ناقابلِ فراموش اظہار ہے ——— (ادارہ)

"والد بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ خشک ٹکڑوں پر گزارہ تھا۔ پہننے کے لئے ایک ہی بوسیدہ جوڑا، وہ بھی پھٹ گیا۔ سینے کے قابل نہ تھا۔ میں رونے لگا۔ صبح سکول کیا پہن کر جاؤں گا۔ اماں نے تسلی دی، "صبح کوئی سبیل نکل آئے گی"۔ صبح ہوئی۔ سبیل نظر آ گئی۔ ماں نے جہیز میں ملے ہوئے سفید برقعے کے دو ٹکڑے نکال کر میرے لئے جوڑا بنا دیا۔ پرانے زمانے کا یہ برقعہ جو جہیز کی آخری نشانی تھا۔ عورت کا حجاب تھا۔ اپنے بیٹے کا تن ڈھانپنے کے لئے قربان کر دیا۔

زمانہ گزرتا رہا۔ میں بڑا ہو کر نوکر ہو گیا۔ کئی برقعے خریدے لیکن اس برقعے کا حق ادا نہ ہو سکا۔ جو ماں نے اولاد کے لئے قربان کیا تھا۔ آج جب بھی کوئی عورت سفید برقعہ پہنے گزرتی ہے تو میرا سر اسکی عظمت و تکریم میں جھک جاتا ہے۔

اور اب والدہ کے انتقال کے بعد اُن کی یادگار کے طور پر ایک برقع میرے پاس ہے جسے کھلوا کر میں نے چادر کی شکل دے لی ہے۔ اور جب مجھ پر کوئی اچانک مصیبت آتی ہے، تو وہ چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا ہوں۔ خدا شاہد ہے کہ مجھے اس سے سکون ملتا ہے۔ ایسا سکون جیسے زندگی کو بہاروں نے گود میں لے لیا ہو اور مہکتی ہوائیں مجھے اٹھائے ہوئے ہوں۔"

ماں ایک گھنا چھپّر ہے کہ جو خود تو دُھوپ میں جلتا ہے ۔ مگر اپنی اولاد کو ہر بلا و مُصیبت سے محفوظ رکھتا ہے ۔ اولاد کے لئے والدہ کا سایہ باعثِ رحمت ہوتا ہے ۔

ماں ایک ایسا سایہ دار درخت ہے کہ اگر اُسکی شاخوں کو کوئی نقصان پہنچے تو وہ خود سُوکھ جاتا ہے جب کہ عام درخت جڑوں کو نقصان پہنچنے سے سُوکھتے ہیں ۔

ایک ماں جس کا بیٹا چھ ماہ کا تھا کہ اُس کے سَر کا سایہ جاتا رہا ۔ اُس بیوہ نے بڑے ارمانوں سے اپنے بچّے کو پال پوس کر جوان کیا ۔ بڑے چاؤ سے شادی رچائی ۔ ایک دن وہ جوان بیٹا اپنی سات ماہ کی بچی کو چھوڑ کر ٹریفک کے ایک حادثے میں جاں بحق ہو گیا ۔ اُس غم زدہ بوڑھی ماں نے لکھا :

" میں نے اپنے بیٹے کی جائے حادثہ سے خُون آلود مٹی ایک ڈبیہ میں محفوظ کر لی ہے ۔ جب کبھی دِل اُس کے فراق میں تڑپتا ہے اور دُکھ کی آگ زیادہ بھڑکتی ہے شعلۂ جوالہ بن جاتی ہے ۔ برداشت نہیں کر سکتی ، آتشِ غم سے جگر پھٹنے لگتا ہے ۔ تو بچوں سے چھُپ چھُپا کر اُس خون آلود مٹی کو سُونگھ لیتی ہوں ۔ اُس میں سے مجھے میرے بیٹے کی خوشبو آتی ہے ۔"

سیلاب میں ایک ماں اپنے بچّے کو بغل میں لئے ڈوب رہی تھی ۔ لوگوں نے رسّہ پھینکا کہ اسے پکڑ کر باہر آجاؤ ۔ ماں نے رسّہ پکڑا ۔ بچّہ بغل سے نکل گیا ۔ ماں نے یہ کہہ کر رسّہ چھوڑ دیا کہ جب گود ہی خالی رہ گیا ۔ تو زندہ رہنے کا کیا فائدہ ________ ؟

ایک ماں کہ جس کی بیٹی اُسکی نگاہوں کے سامنے زندہ جلادی گئی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی ۔ اور اب بھی اُس پاگل عورت کی چیخیں اور قہقہے راتوں کے پچھلے پہر خاموشی کا سینہ چیرتے ہیں تو مائیں وفورِ جذبات میں آکر اپنی سوئی ہوئی بیٹیوں پر آنچل ڈال دیتی ہیں ۔

ایک بچے کا جنازہ جا رہا تھا ایک برقع پوش خاتون سامنے سے آرہی تھی جنازے کو دیکھ کر رُک گئی ۔ دیکھتی رہی اور اُس وقت تک دیکھتی رہی ۔ جب تک بچّے کا جنازہ آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گیا ۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ وہ بھی ایک ماں تھی ۔ اُس معصوم سے جنازے کو دیکھ کر اُسے اپنے اُس ننھے مُنے بچّے کی یاد آگئی ہوگی ۔ جو پہلے کبھی اسی طرح کفن میں لپیٹ لپٹا کر اُسے داغِ مفارقت دے چکا ہوگا ۔

ایک بس میں آگ لگ گئی بھگدڑ میں ماں دُوسرے لوگوں کے ساتھ باہر آگئی ۔ بچّہ نہ نکل سکا ۔ اندر سے

آواز آئی: "اماں"۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ماں "جی میرے بیٹے" کہہ کر دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑی اور ساتھ ہی بھسم ہو گئی۔

بے وقوف سے بے وقوف عورت بھی بحیثیت ماں اپنی اولاد کے لئے باعثِ رحمت ہے۔ ماں کے سرچشمے سے آدمی وہ جذبات حرکت حاصل کرتا ہے۔ جو اُسے عمر بھر مصروف تگ و دَو رکھتے ہیں۔

اگر یہ بات درست ہے کہ عورتوں میں سے کوئی صدیقؓ، عمرؓ، حسنؓ، حسینؓ، شافعیؒ، مالکؒ، رازیؒ، غزالیؒ، اقبالؒ، حالیؒ، نہیں بن سکتی۔ تو یہ بات بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کے مرد چاہے کتنا ہی سَر ماریں۔ وہ اپنی پُوری صنف میں سے ایک معمولی درجہ کی ماں بھی پیدا نہیں کر سکتے۔

تعلیماتِ اسلامی میں ماں باپ دونوں میں سے والدہ کو فوقیت دی گئی ہے۔ والد کو چوتھے درجے میں رکھا گیا ہے۔ خدمت و انعام میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جب ماں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ تو اُس بنی نوع انسان کے بعض افراد (یعنی اولاد) پر اُس کا درجہ حقوق کے اعتبار سے اتنا بُلند ہو جاتا ہے کہ اُس کی برابری کوئی مَرد نہیں کر سکتا۔

حکم ہے۔ "والدہ کے ساتھ ایسے رہو۔ جیسے ایک خطا کار غلام اپنے باوقار آقا کے ساتھ رہتا ہے۔ جب تک ماں زندہ ہے۔ اُسی کی خدمت کرتے رہو۔ ماں کی آواز پر اپنی آواز کو بُلند نہ کرو۔ ماں کو تیز نظر سے نہ دیکھو۔ ماں کی طرف محبّت و مروّت کی نظر سے دیکھو گے۔ تو حجِ مقبول کا ثواب پاؤ گے۔ ماں کے مرنے کے بعد اُس کے لئے استغفار اور ایصالِ ثواب کرتے رہو۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو۔" صحابہؓ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! کیا کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔" فرمایا! "ہاں! وہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ دوسرا پلٹ کر جواب میں اُس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ تو یہ اپنے والدین کو گالی دِلوانے کا سبب بن گیا۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص تم میں سے بیوی کو والدہ پر ترجیح دے گا۔ اُس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ اُس کی عبادت مقبول نہ ہو گی۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ "یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے۔" فرمایا! "وہ تیری جنّت بھی ہیں دوزخ بھی۔ یعنی اُن کا حق ادا کرنا اور اُن کی رضا، جنّت میں

داخل ہونے کا سبب ہے۔ اور اُن کی نافرمانی کرنا دوزخ میں داخل ہونے کا سبب ہے۔"

حدیث شریف میں ہے۔" وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے والدین کو پایا، اور انکی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔"

" اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمانی کرنے والوں کو مرنے سے قبل زندگی ہی میں سزا دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" وہ آدمی ذلیل ہو پھر ذلیل ہو پھر ذلیل ہو۔" لوگوں نے پوچھا "اے خدا کے رسولؐ! کون آدمی!" آپؐ نے فرمایا:" وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو پایا۔ یا کسی ایک کو۔ اور پھر (اُن کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہُوا۔"

حضرت جاہمہؓ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کہا۔" میں نے ارادہ کیا ہے کہ جہاد کو جاؤں۔" آپؐ نے فرمایا:" کیا تیری ماں زندہ ہے؟" جاہمہؓ نے کہا۔" ہاں زندہ ہے!" فرمایا، "تو ماں کے پاس رہ کر اُس کی خدمت کر کہ اُس کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔"

ایک شخص نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ" حُسنِ سلوک۔ احسان اور خدمت گزاری کا میرے لئے سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟" فرمایا:" تیری ماں"! اُس شخص نے کہا:" پھر کون؟" " فرمایا:" تیری ماں"۔ اُس شخص نے کہا:" پھر کون ــ؟" فرمایا:" تیری ماں"۔ اُس شخص نے کہا۔" پھر کون؟" فرمایا:" تیرا باپ۔"

حضرت اویسؓ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں موجود تھے۔ مگر آپ کی مُلاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ اُنکی ماں بوڑھی ہو چکی تھیں۔ دِن رات ان ہی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی بڑی آرزو تھی۔ اور کون مومن ہوگا۔ جو اِس تمنا میں نہ تڑپتا ہو کہ اسکی آنکھیں دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن نہ ہوں، چنانچہ حضرت اویسؓ نے آنا چاہا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ فریضۂ حج ادا کرنے کی بھی اُن کے دِل میں بڑی آرزو تھی۔ لیکن جب تک والدہ زندہ رہیں، اُن کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا۔ اور اُن کی وفات کے بعد ہی یہ آرزو پوری ہوسکی۔

ارشادِ خداوندی ہے۔" اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اُس کا شریک اور ساجھی نہ بناؤ اور جن لوگوں نے تمہاری تربیت کی ہے۔ اللہ کے بعد اُن کی فرمانبرداری کرو۔"

ربّ العالمین تو حقیقتاً بچّہ کو وجود عطا فرماتا ہے۔ والدین اُسی کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں۔ اِسی

لئے اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے ہیں۔

"پس اُن کو "ہُوں" بھی نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا اور کہہ اُن سے تعظیم کی بات اور جُھکا دے اُن کے آگے عاجزی کا بازو نیاز سے۔ اور کہہ "اے میرے پروردگار! ان پر رحم فرما جیسے اُنہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔" اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے۔ پہلے اسے اُس کی ماں ضعف پر ضعف برداشت کر کے (اپنے پیٹ میں) اُٹھاتی ہے۔

اور (پھر) دو برس میں اُس کا دُودھ چھوٹتا ہے۔ کہ ہمارا بھی شُکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی (اور یاد رکھ کہ) تو نے ہماری طرف لوٹ کے آنا ہے۔"

جب لالہ کا شگوفہ چٹک کر پھُول بننے لگتا ہے۔ تو دھرتی ماں اپنے سینے سے اپنی محبت کا خون دے کر اُسے بہاروں سے ہم کنار کرتی ہے لیکن اس جاں سوز کوشش میں اس کی اپنی زندگی کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں۔ بالکل یہی حالت اولاد کے لئے ماں پر بھی گزرتی ہے۔

اولاد کے لئے ماں کا سایۂ باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ ماں کے اندر پیغمبر کی سی شفقت کی ایک جھلک پائی جاتی ہے۔ ماں محبت کا ایک روشن چراغ ہے۔

۲۷ ذوالحج ۱۴۰۰ ھ جمعرات کی شام کوئی ساڑھے تین بجے میں بھی اس ہستی سے محروم کر دیا گیا جو بے لوث محبت کی آغوش وا کئے ہمیشہ میرے انتظار میں رہتی تھی۔ ماں کی اصل خوبصورتی اس کی محبت ہے۔ اور اس لحاظ سے میری ماں دنیا کی خوبصورت ترین ماں تھی۔ اُس کے جانے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ میرا کتنا بڑا نقصان ہو گیا ہے۔

میری تو دُعاؤں کا سرچشمہ ہی بند ہو گیا۔ میری پناہ گاہ زیرِ زمین چلی گئی۔ وہ درخت ہی کاٹ دیا گیا جس کے سائے تلے میں زندگی کی کڑی دُھوپ کا ستایا ہوا کچھ دیر کے لئے ستا لیا کرتا تھا۔

جس کے سائے میں زیست کرتے تھے — ماں کی صُورت وہ پیار ہی نہ رہا
اب کڑی دھوپ ہے حیات اپنی — شجرِ سایہ دار ہی نہ رہا

اور
کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار — کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بیقرار
خاکِ مرقد پہ تری لے کر یہ فریاد آؤں گا — اب دُعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

میرا اب گھر جانے کو جی نہیں چاہتا کہ ماں کے بغیر گھر ویران لگتا ہے۔ کسی نے صحیح کہا تھا کہ اگر مجھ سے